# عیدالفطر

## احکام و مسائل

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ



خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## عیدالفطر کی اہمیت

دنیا کی ہر قوم اپنا ایک تہوار رکھتی ہے۔اس تہوار میں اپنی خوشی کے ساتھ ساتھ اپنے جداگانہ تشخص کا اظہار بھی ہوتا ہے۔عیسائیوں کا کرسمس ڈے، ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور پارسیوں کے ہاں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ان کے تہوار کی نمائندہ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی عید دیگر مذاہب و اقوام کے تہواروں سے بالکل مختلف حیثیت رکھتی ہے۔وہاں عید کا دن نفسانی خواہشات کی پابندی، عیش و عشرت کے اظہار اور فسق و فجور کے افعال میں گزرتا ہے لیکن اہل اسلام کی عید صرف خوشی ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی عبادت، ذکر اور شکر میں گزرتی ہے۔یعنی یومِ عید خوشی و شادمانی کے ساتھ ساتھ عبادت کا دن بھی ہے۔

عید اپنے اندر اطاعتِ خداوندی، اظہار شادمانی، اجتماعیت، تعاون و تراحم کے احساسات، مال و دولت کی حرص سے اجتناب جیسے جذبات رکھتی ہے۔اس دن جو امور مشروع کیے گئے ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے انسان غمی و مصیبت میں تو خدا کو یاد کرتا ہی ہے لیکن مسلمان اپنی خوشی کے لمحات میں بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں رہتے۔

اسلام نے مسلمانوں کو عید کے حوالے سے چند ہدایات دی ہیں جن پر مسلمان خوش دلی سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔خوشی کے اس موقع پر شرعی احکام کی پاسداری کرنا بھی ان کے مطیع و فرمانبردار ہونے کی دلیل ہے۔نمازِ عید سے قبل صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم دینا دراصل مسلمانوں کو یہ پیغام دینا ہے کہ عید کی

خوشیوں میں اپنے فقراء و مساکین بھائیوں سے غافل نہ رہو بلکہ تعاون کے جذبات لے کر انہیں بھی اپنی خوشیوں میں شامل کرو۔ یوں باہمی تعلقات کے جذبات پیدا ہو کر معاشرہ میں جو امیر و غریب کے درمیان دوری ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ صدقہ فطر کی مشروعیت میں ایک اہم امر یہ بھی کار فرما ہے کی انسان کو مال کی حرص و ہوس سے بچنا چاہیے اور یہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ دولت خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے، یہ میری ذاتی کاوش و کوشش کا کمال نہیں۔ جہاں باری تعالیٰ چاہیں گے وہیں خرچ کروں گا۔

عید کے دن صاف ستھرے کپڑے پہننے میں اللہ تعالیٰ کی نعمتِ مال کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے اظہار کو پسند فرماتے ہیں۔ عید کے دن عید نماز کی ادائیگی کے لیے عید گاہ کی طرف جانا اور مسلمانوں کا ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا جہاں اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہے وہاں امتِ مسلمہ عملاً یہ ثابت کر رہی ہے کہ مسلمانوں میں امیر غریب، محتاج و غنی، گورا کالا سب برابر ہیں، کسی کو دوسرے پر مال و عہدہ کی وجہ سے برتری نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عید کی خوشیوں کو شریعت کے مطابق منانے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## شوال کا چاند دیکھنے کی دعا

جب رمضان المبارک کے 29 روزے مکمل ہو جائیں تو مغرب کے بعد چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اگر چاند نظر آئے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ!

(سنن الترمذی: رقم الحدیث 3451)

ترجمہ: اے اللہ اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان، خیریت اور سلامتی والا بنا دیجیے، (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

اگر چاند نظر نہ آئے تو پورے تیس روزے رکھنے کے بعد اگلے دن عید کی جائے۔ اس حوالے سے اپنے ملک کی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق عمل کیا جائے۔

## لیلۃ الجائزۃ (چاند رات) کی فضیلت اور کرنے والے کام

چاند رات بڑی اہمیت کی حامل رات ہے۔ اسے "لیلۃ الجائزہ" بھی کہا جاتا ہے یعنی "انعام ملنے والی رات"۔ مسلمانوں نے رمضان کا پورا مہینہ روزہ رکھ کر حکمِ خداوندی کو سر انجام دیا۔ ان کا عمل مکمل ہو گیا تو آج کی رات ان کے انعام کی رات ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج5 ص278 رقم الحدیث 3421)

ترجمہ: جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام "لیلۃ الجائزۃ" رکھا جاتا ہے (یعنی انعام حاصل کرنے والی رات)

اس لیے اس رات کو فضولیات میں ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی برکات، رحمتوں اور من جانب اللہ مغفرت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس رات کی فضیلت پر چند روایات ملاحظہ ہوں:

[1]: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ.

(سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1772)

ترجمہ: جس شخص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے قیام کیا (یعنی عبادات سر انجام دیں) تو اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہو گا جس دن سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

[2]: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ.

(مصنف عبد الرزاق: ج4 ص313 رقم الحدیث 7927)

ترجمہ: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا کو رد نہیں کیا جاتا:

۱.... جمعہ کی رات

۲.... رجب کی پہلی رات

۳.... شعبان کی پندرہویں رات

۴، ۵.... عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی دو راتیں

ان روایات اور دیگر کئی روایات کے پیشِ نظر محدثین نے اس رات کی عبادت کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت676ھ) لکھتے ہیں:

اتفقوا على استحباب إحياء ليلتي العيدين وغير ذلك.

(شرح مسلم للنووی: ج1 ص372 کتاب الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من شهر رمضان)

ترجمہ: علمائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ عیدین اور دیگر (بابرکت اور فضائل کی حامل) راتوں میں جاگنا مستحب ہے۔

اس رات کی اہمیت کے پیشِ نظر عبادات کو بجالایا جائے اور اگر عبادات بجانہ لاسکیں تو فسق فجور اور لایعنی کاموں میں پڑنے سے بہتر ہے کہ عشاء کی نماز مسجد میں جماعت سے ساتھ ادا کریں اور آرام کریں۔ صبح اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کریں اور فجر کی نماز بھی باجماعت ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ پوری رات کی عبادت کا ثواب عنایت فرمائیں گے۔ اس طریقے سے گناہوں سے حفاظت بھی رہے گی اور ثواب بھی ملے گا ان شاء اللہ۔

## اس رات یہ کام کریں:

عید کی رات کو درج ذیل چند کام سرانجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے:

1: نوافل پڑھنا

2: قرآن مجید کی تلاوت کرنا

3: صدقہ دینا

4: دعاؤں کا اہتمام کرنا

5: ذکر اللہ کرنا

6: اپنے گناہوں کی معافی مانگنا

7: امت مسلمہ کی بھلائی اور عافیت کی دعا کرنا

8: رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا

9: اگر کسی کی حق تلفی ہو گئی ہو تو اس سے معافی مانگنا

10: کسی نے ظلم زیادتی کی ہو تو اسے معاف کرنا

**فائدہ:** معتکفین اگر اس رات اپنے گھروں کو جانے کے بجائے مسجد ہی میں عبادت سر انجام دیں تو ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ ہاں اگر گھروں کو چلے جائیں تب بھی درست ہے۔

## چاند رات میں ہونے والی کوتاہیاں اور ان کا تدارک

چاند رات کی جس قدر اہمیت ہے لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے۔ اس رات کو عبادات کے بجائے فضولیات و لغویات میں ضائع کر دیتے ہیں۔

ذیل میں اس رات ہونے والی کوتاہیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ انسان ان سے بچ سکے۔

[1]: بعض لوگ اس رات کی اہمیت سے ہی ناواقف ہوتے ہیں اور بعضوں کو معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس کو اہمیت نہیں دیتے۔ کہتے ہیں کہ یہ عبادات کون سی فرض یا واجب ہیں! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اس رات کی عبادات کو فرض و وجاب کا درجہ حاصل نہیں لیکن ایک مسلمان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ نیکیوں کو جمع کرنے میں مصروفِ عمل رہے۔ کچھ بعید نہیں کہ اس رات ہماری تھوڑی سی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری قبولیت کا سبب بن جائے۔ اس لیے شوق اور ثواب کی نیت سے عبادات سر انجام دینی چاہییں۔

[2]: بعض لوگ اس رات میں آتش بازی اور فائرنگ کرتے ہیں۔ اس سے

یکسر اجتناب کرنا چاہیے کہ اس میں جانی نقصان کا خطرہ ہے اور مالی نقصان تو ہے ہی۔

[3]: کئی لوگ یہ رات گلیوں اور بازاروں میں گھوم کر ضائع کر دیتے ہیں۔ بازاروں میں عورتوں کا بے پردہ نکلنا، مرد و عورت کا اختلاط اور اس ماحول میں عشاء کی نماز تک ضائع کر دینا سخت گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہاں اگر واقعتاً کسی چیز کی ضرورت ہو اور بازار جانا پڑے تو جانا چاہیے لیکن مطلوبہ چیز لے کر فوراً گھر واپس آنا چاہیے۔ بازاروں میں گھومنے کے بجائے یہ رات اپنے گھر میں گزارنی چاہیے۔

[4]: بعض لوگ حد اعتدال سے نکل کر اس رات ”اجتماعی عبادات“ کی محفلیں سجاتے ہیں۔ یاد رکھیے! اس رات اجتماعی عبادات کا کوئی تصور نہیں ہے۔ انفرادی عبادات جو سر انجام دے سکتے ہوں دیجیے، اجتماعی عبادات کی ان محافل میں جانے سے گریز کیجیے!

اللہ تعالیٰ اس رات میں اعتدال سے عبادات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## عید کے دن کے معمولات

### 1: صبح سویرے بیداری، تہجد اور نمازِ فجر ادائیگی

عید والے دن جلد بیدار ہونے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ تہجد کی نماز ادا کرنی چاہیے اور مردوں کو نماز فجر مسجد میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ عید خوشی کا دن ہے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کی خوشی کا آغاز عبادت سے ہو۔

## 2: طہارت و نظافت کا اہتمام کرنا

عید کے دن طہارت اور نظافت کا اہتمام کرنا چاہیے جیسے ناخن تراشنا، بال سنوارنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کتروانا، مسواک استعمال کرنا۔ اس دن مسلمانوں کے جم غفیر نے نماز عید کی ادائیگی کے لیے اکٹھے ہونا ہے اس لیے خوب صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو۔

## 3: غسل کرنا

عید کے دن غسل کرنا مسنون ہے۔ اس لیے اہتمام سے غسل کرنا چاہیے۔

## 4: صاف ستھرا لباس پہننا

عید کے دن نیا لباس ہو تو بہت اچھا ورنہ جو بھی پاک صاف کپڑے میسر ہوں پہننے چاہییں۔ لباس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غرور و تکبر اور دوسروں کو نیچا دکھانے کی نیت نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کا جذبہ ہو۔ اپنی وسعت و حیثیت کے مطابق لباس کا انتخاب کرنا چاہیے۔

## 5: خوشبو لگانا

عید کے دن خوشبو کا استعمال مسنون ہے۔ جو خوشبو میسر ہو لگانی چاہیے۔ خواتین گھر میں خوشبو کا اہتمام کریں لیکن اگر گھر سے باہر جانا ہو تو تیز خوشبو لگانے سے احتراز کریں۔ ایسے مواقع پر خوشبو لگانی بھی ہو تو دھیمی خوشبو کا انتخاب کریں۔

## 6: عید گاہ جانے سے پہلے کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھانا

عید گاہ جانے سے پہلے ممکن ہو تو کھجوریں کھانی چاہییں۔ طاق عدد کا لحاظ کرنا اچھا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاق عدد میں کھانا منقول ہے۔ اگر

کھجوریں نہ ہوں تو کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جاسکتی ہے۔

## 7: صدقہ فطر ادا کرنا

عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ بلا عذر تاخیر کرنا گناہ ہے۔ اگر کسی نے عید سے قبل صدقہ فطر ادا نہ کیا تو اسے عید کے بعد ضرور ادا کرنا چاہیے اور تاخیر پر توبہ و استغفار بھی کرنی چاہیے۔

صدقہ فطر ان چار قسم کی اجناس سے دیا جاسکتا ہے:

(۱): کشمش...... ایک صاع، ساڑھے تین کلو تقریباً

(۲): چھوارے...... ایک صاع، ساڑھے تین کلو تقریباً

(۳): جَو...... ایک صاع، ساڑھے تین کلو تقریباً

(۴): گندم...... آدھا صاع، پونے دو کلو تقریباً

بعینہ یہی اجناس بھی دی جاسکتی ہیں اور ان کی قیمت بھی۔ اپنی وسعت کے مطابق انسان کو مہنگی جنس کے اعتبار سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔

## 8: عید گاہ کی طرف پیدل جانا

نماز عید کی ادائیگی کے لیے عید گاہ پیدال جانا مسنون ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بیمار ہو یا بوڑھا ہو اور عید گاہ دور ہو یا کوئی عذر ہو تو سواری پر بھی جاسکتے ہیں۔

## 9: عید گاہ جاتے ہوئے تکبیرات کہنا

عید گاہ جاتے ہوئے راستے میں یہ تکبیرات کہتے جائیں: ”الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد“ اور عید گاہ پہنچنے تک کہیں۔

## 10: ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا

مسنون طریقہ یہ ہے کہ عید گاہ جاتے وقت ایک راستہ اختیار کیا جائے اور واپسی پہ دوسرا راستہ۔ ہاں! اگر کوئی عذر ہے تو آنے جانے کا ایک ہی راستہ اختیار کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

## 11: اہل و عیال پر وسعت سے خرچ کرنا

عید خوشی کا دن ہے۔ اس خوشی کا مظہر یہ ہے کہ جہاں انسان اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے وہاں اپنے اہل و عیال پر بھی وسعت کے ساتھ خرچ کرے۔ اپنی خوشی میں بیوی بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ ہاں اس موقع پر فضول خرچی سے گریز کرنا چاہیے۔

## 12: خواتین کا گھر پر رہنا

خواتین عید گاہ نہ جائیں بلکہ گھروں پر ہی رہیں۔ والد، خاوند، بھائیوں اور بیٹوں کو تیار کر کے عید گاہ بھیجنے میں مشغول رہیں۔

## 13: صحیح العقیدہ امام کی اقتداء کرنا

نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ ایسے امام کا انتخاب کریں جو صحیح العقیدہ ہو۔ عقائد میں فساد یا اعمال میں بدعات ہوں تو ایسے امام کی اقتداء سے اجتناب لازم ہے۔ امام صاحب عید کی نماز سے قبل جو وعظ کرتے ہیں اسے غور سے سنا جائے۔ امام صاحب کی بیان کی ہوئی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

## 14: خشوع و خضوع کے ساتھ نمازِ عید ادا کرنا

عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو رکعات چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی

جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں تین زائد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور دوسری تکبیر میں قرأت سے فارغ ہونے کے بعد رکوع سے پہلے۔ (نماز عید کا مکمل طریقہ آگے آرہا ہے)

### 13: توجہ کے ساتھ خطبہ سننا

نماز عید کی ادائیگی کے بعد امام صاحب عربی میں خطبہ دیں گے جسے غور سے سننا لازم ہے۔ خطبہ کے دوران خاموشی اختیار کی جائے اور کسی قسم کی گفتگو نہ کی جائے۔

### 14: نمازِ عید کے بعد دعا مانگنا

نماز عید کے بعد دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت وبرکت اور اپنی مغفرت مانگیں۔ اپنے لیے، گھر والوں کے لیے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے دعا کی جائے۔ زیادہ بہتر یہی ہے کہ نمازِ عید کے بعد دعا کی جائے لیکن اگر کوئی امام خطبہ کے بعد دعا کرے تب بھی درست ہے۔

### 15: عید کی مبارک باد دینا

عید کی مبارکباد دینا شرعاً درست بلکہ مستحب عمل ہے بشرطیکہ اسے لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے اور جو اس کا اہتمام نہ کرے اسے ملامت بھی نہ کی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دینا ثابت ہے۔

## عیدالفطر کے چند اہم مسائل

(1): عید کے دن نماز عید سے قبل مرد وعورت دونوں کے لیے نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ مرد جب عید گاہ میں عید کی نماز ادا کر چکے تو عید گاہ میں بھی نفل

ادا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! عید گاہ کے علاوہ کسی اور جگہ ادا کرنا مکروہ نہیں۔

(2): عید کی نماز کے بعد معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر محض عید کی خوشی اور مسرت کی وجہ سے آپس میں معانقہ ومصافحہ کیا جائے اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہا جائے اور اس کو عید کی سنت نہ سمجھا جائے بلکہ محض محبت اور تعلق کا اظہار مقصود ہو تو یہ درست ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں مصافحہ ومعانقہ اور عید مبارک کہنا مباح اور جائز ہے۔ البتہ ان دونوں کو کسی دن کے ساتھ مثلاً جمعہ یا عیدین کے ساتھ خاص کرنا اور اسے بطور خاص اس دن کی سنت سمجھ کر کرنا صحیح نہیں۔

(3): عید کے دن خواتین کو گھر میں رہنا چاہیے، عید گاہ نہیں جانا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے کہ وہ عورتوں کو عید گاہ نہیں جانے دیتے تھے۔

(4): عید کے دن "عیدی" کے عنوان سے ہدیہ لینے دینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اسے واجب اور ضروری قرار نہ دیا جائے اور جو نہ دے اسے ملامت بھی نہ کی جائے۔

(5): عید کے دن ضرورت مندوں، غرباء اور مساکین کی امداد کرنی چاہیے لیکن پیشہ ور بھکاریوں کو دینے سے احتراز کرنا چاہیے۔

## نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ

نماز عید اس طریقہ سے پڑھیں کہ پہلی رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد تین زائد تکبیرات اس طرح کہیں کہ ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ امام صاحب اعوذ باللہ، بسم اللہ، فاتحہ

اور اس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہیں۔ اس کے بعد رکوع، قومہ، دو سجدے کر کے قیام کریں۔ دوسری رکعت میں امام صاحب بسم اللہ، فاتحہ اور اس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔ مقتدی خاموش رہیں گے۔ قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں اس طرح کہیں کہ ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں، پھر ہاتھ اٹھائیں پھر چھوڑ دیں اور پھر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ پھر قومہ، دو سجدے کر کے تشہد بیٹھیں اور آخر میں سلام پھر دیں گے۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (ت 275ھ) اپنی سند سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يُكَبِّرُ فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. وَقَالَ أَبُو عَائِشَةَ وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ.

(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1155)

ترجمہ: حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی

تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہتے تھے جس طرح جنازہ کی چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ میں گورنر تھا تو وہاں بھی ایسے ہی کیا کرتا تھا۔

چونکہ پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ اور تین زائد تکبیریں مل کر چار تکبیریں ہوئیں اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور رکوع کی تکبیر مل کر چار ہوئیں۔ تو یوں گویا کہ ہر رکعت میں چار تکبیرات ہوئیں۔ اس لیے جنازہ کی چار تکبیرات سے تشبیہ دینا درست ہوا۔

## عید الفطر کا پہلا خطبہ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الْمُحْسِنِ الدَّيَّانِ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰه أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰه أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

أَمَّا بَعْدُ! فَاعْلَمُوْا أَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَّهٰذَا عِيدُنَا۔ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔ أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمِ۔ اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ.

## عید الفطر کا دوسرا خطبہ

اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا۔ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَحَمْزَةُ أَسَدُ اللّٰهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهٖ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ- اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ.

## شوال کے چھ روزے

احادیث مبارکہ میں عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی بہت فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ . ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ

الدَّهرِ."

(صحیح مسلم: رقم الحدیث1164)

ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔

ایک دوسری حدیث جو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا."

(مسند احمد: رقم الحدیث14302)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو "پورے زمانے کے روزے" اور دوسری حدیث میں "پورے سال کے روزے" رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو بقاعدہ "الحسنة بعشر امثالها" (ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گناہ ہے) اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس سے مذکورہ حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آتا

ہے کہ "گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے"، نیز اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا رہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔

اس توجیہہ سے حدیث مذکور کا مضمون "یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے" بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ اس فضیلت کو حاصل کر لیا جائے۔

## چند مسائل:

1: اگر کسی کے ذمہ؛ رمضان کے روزے ہوں تو احتیاطاً پہلے ان روزوں کی قضاء کی جائے، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھا جائے۔

2: شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہے رکھ سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال میں مکمل ہو جانی چاہیے۔